آئندہ شماروں کی جھلکیاں

☆علامہ اقبالؒ نے ۱۹۳۳ء تک شیخ ابن عربیؒ کی کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں کیا تھا[غالباً اس کے بعد بھی مطالعہ نہیں کیا] لیکن اس کے باوجود ۱۹۱۵، ۱۹۱۶ء، ۱۹۱۸ کے خطوط میں شیخ اکبرؒ کے فلسفہ وحدت الوجود کی مذمت کے ساتھ ساتھ فصوص الحکم کو الحاد اور زندقہ کا دفتر قرار دیا تھا۔ شاہ سلیمانؒ پھلواری کے نام خط میں ابن عربیؒ کی مذمت کرتے ہوئے ان سے گزارش بھی کرتے ہیں کہ شاہ صاحب ان کے لیے فتوحات اور فصوص کے چند اشارات تسطیر فرمائیں تاکہ وہ فتوحات اور فصوص کو ان کی روشنی میں پھر سے دیکھیں اور اپنی علم و رائے میں مناسب ترمیم کرلیں۔ [اقبالؒ نے جب شیخ اکبرؒ کا مطالعہ ہی نہیں کیا تو اپنی رائے اور علم میں ترمیم کے لیے آمادہ کیوں ہوئے] علامہ اقبالؒ ۱۹۱۶ء میں حضرت علامہ حکیم سنائی کی خلاف اسلام تعلیمات پر نقد کرتے ہیں اور سترہ سال بعد جب مزار سنائی پر حاضری دیتے ہیں تو انھیں ایک ایسی شخصیت قرار دیتے ہیں جس نے چہرہ ایمان سے نقاب سرکائی اور حکمت قرآن کے سبق دیئے۔ تحسین فراقی کے اشارات کی روشنی میں اقبال کے ان تضادات کی کیا توجیہہ کی جاسکتی ہے؟ تضادات اقبال پر مشتمل پہلا تحقیقی جائزہ۔

☆کشن پرشاد کے نام ایک خط میں اقبال لکھتے ہیں کہ ''فقہ اسلام پر ایک کتاب امام نسفی کی ''مبسوط'' کے طرز پر زیر تصنیف ہے لیکن نسفی کی مبسوط کا سراغ تاریخ میں نہیں ملتا۔ تحسین فراقی کی تحقیق کے مطابق مبسوط نام کی بے شمار کتابیں میسر ہیں۔ لیکن نسفی کی نہیں۔ کیا اقبالؒ نے اس کتاب کے بارے میں بھی سنی سنائی باتوں پر انحصار کیا تھا یا کسی کتاب کے حوالے سے حوالہ لیا تھا جس طرح خطبہ اجتہاد میں انھوں نے شبلی کی الکلام سے شاہ ولی اللہ کا محرف، مدلس حوالہ حرف بہ حرف انگریزی میں ترجمہ کر دیا اور خفت اٹھائی یا امام غزالیؒ کے افکار کو منقذ فی الضلال کے براہ راست مطالعے کے بغیر ڈیکارٹ سے مشابہہ قرار دے دیا جب کہ غزالی ڈیکارٹ کے پیش رو نہیں تھے۔ کیا تسامحات اقبال دانستہ ہیں یا نادانستہ؟ ان کی عقلی علمی توجیہہ کی جاسکتی ہے یا انھیں اقبال کی غلطیاں اور کمزوریاں تسلیم کیا جائے؟

☆مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی معرکتہ آلاراء کتاب ''اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش'' کا پہلا مفصل جائزہ۔ حضرت والا نے اس کتاب میں ''مغربیت'' کی تشریح کن مصادر و منابع سے فرمائی ہے۔ مغربی فکر و فلسفے، مغربی تہذیب، جدید سائنس و ٹیکنالوجی، مغربی سرمایہ دارانہ نظام، مغرب میں عیسائیت کی شکست اور پروٹسٹنٹ ازم کے فروغ کے بارے میں حضرت ابوالحسن علی ندویؒ نے اپنی کتاب میں کیا ارشادات فرمائے؟ حضرت والا نے مغرب کے سلسلے میں سب سے زیادہ انحصار علامہ محمد اسدؒ کے حوالوں پر کیوں کیا؟ کیا علامہ اسدؒ فلسفہ مغرب کے مباحث سے بخوبی واقف تھے؟ کیا وہ مغرب کی اصطلاحات سے بخوبی واقف تھے؟ کیا مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی نظر سے علامہ اسد کا رسالہ ''عرفات'' گزر گیا تھا؟ علامہ اسدؒ اور ابوالحسن علی ندویؒ کے افکار کا سرسری تقابلی جائزہ۔

☆H.A.Rgibb کی کتاب Modren Trends in Islam کا حالات حاضرہ کی روشنی میں نیا جائزہ۔

☆سپریم کورٹ کی جانب سے کھانے پر پابندی کے عدالتی حکم کے باوجود مسلسل اس کی خلاف ورزی نچلے طبقات سے لے کر اعلیٰ ترین طبقات تک مسلسل ہو رہی ہے۔ عدالت عظمیٰ نے ۱۴/ اپریل کی سماعت میں یہ انتباہ کیا کہ شادی کھانوں پر پابندی کی آئندہ خلاف ورزی پر افسران برطرف ہوں گے۔ [آج تک ایک بھی افسر برطرف نہیں کیا گیا] عدالت نے اس بات پر برہمی ظاہر کی کہ عوام کی جرأت دیکھیں کہ عدالت عظمیٰ کے احکامات کی کھلے عام خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ عدالت عظمیٰ کے احکامات اتنے بے توقیر کیوں ہیں؟ کیا معاشرتی رویے عدالتی احکامات سے بدلے جاسکتے ہیں؟ کیا صرف احکامات جاری کرنے سے احکامات کا نفاذ ہوجاتا ہے یا اس کے لیے قلب ذہن کو تبدیل کرنے کے عمل کی بنیادی اہمیت ہے۔ قانون لوگوں کو اچھا نہیں بنا سکتا البتہ انھیں برائی سے روک سکتا ہے۔ [اس سکتے میں بھی سکتہ ہے] قانون کی طاقت کے

بل پر لوگ برائی سے بچ سکتے ہیں لیکن کبھی اچھے نہیں بن سکتے۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ پاکستان میں قانون لوگوں کو اچھا بنانا تو درکنار انھیں برائی سے روکنے پر بھی قادر نہیں ہے۔ اور کیا وجہ ہے کہ لوگ اس اچھے قانون پر بھی عمل درآمد کے لیے تیار نہیں؟ کیا انبیاء کرام عدالتوں کے ذریعے لوگوں کو قانون کی پابندی کا درس دیتے ہیں؟ کیا اسلامی تحریکیں اب بھی معاشرے کی تبدیلی کے بغیر صرف حکومت کی تبدیلی سے اسلامی انقلاب کا خواب دیکھنا ترک نہ کریں گی۔ قانون اور طاقت اور اقتدار و حکومت کے ذریعے کیا معاشرے تبدیل کیے جاسکتے ہیں یا معاشروں کو بدلنے کا نبویؐ کا طریقہ کار سب سے بہتر افضل اور اعلیٰ ترین واحد طریقہ کار ہے؟ کیا اس طریقہ کار میں داعی کو اپنے کام، خدمات، اعمال کی اجرت طلب کرنے کی اجازت ہے؟ اپنی خدمات کے اشتہارات لگائے، بینر باندھنے اور تشہیر کرنے کا اسلامی جواز ہے؟

☆ ۱۹۲۹ء میں بنائی گئی Questionnaire of the Haj Inquiry Committee کے مطابق بحری جہازوں پر ہر زائر حرم اور مسافر کو ایک دن میں صرف ڈیڑھ گیلن پانی مہیا کیا جاتا تھا۔ تمام حاجی پانی کی اسی مقدار سے وضو کرتے اور پینے کے لیے بھی استعمال کرتے۔ اس دور کے ہوائی جہازوں میں بھی فی مسافر ایک گیلن پانی مہیا کیا جاتا تھا۔ کراچی کے میئر سہراب اے کٹرک کی تصنیف [1957] Karachi that was the capital of Sindh کے مطابق ۱۸۸۲ء میں کراچی کے شہریوں کو روزانہ فی کس پچیس گیلن پانی فراہم کیا جاتا تھا۔ ڈملوٹی کے دو کنوؤں سے بیس لاکھ گیلن پانی مہیا ہوتا تھا جو اسی ہزار کی آبادی میں مساوی بنیادوں پر تقسیم ہوتا تھا۔ کیا سہراب کٹرک کے اعداد و شمار درست ہیں؟ کیا کراچی کے گھروں میں فی کس ۲۵ گیلن پانی محفوظ رکھنے کی سہولتیں ۱۸۸۲ء میں موجود تھیں؟ ۱۹۶۰ء میں کراچی کے نوے فی صد علاقے میں بہشتی مشکوں اور گدھا گاڑیوں اور نلکوں سے پانی مہیا کرتے تھے اور ننانوے فی گھروں میں پانی کے ذخیرے نہیں ہوتے تھے اگر یہ اعداد و شمار درست ہیں تو سوال یہ ہے کہ ۱۹۲۹ء میں بحری جہاز کے مسافر صرف ڈیڑھ گیلن پانی میں کیسے گزارا کر لیتے تھے؟ اگر ڈیڑھ گیلن پانی میں دن گزارا جاسکتا تھا تو راشن کے نظام کے تحت کراچی کے موجودہ شہریوں کو اسی پیمانے سے پانی مہیا کر کے کراچی میں قلت آب کے مسئلے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حل نہیں کیا جاسکتا؟ اس وقت ہر گھر میں پانی کا اسراف عام ہے، ایک رکابی دھونے کے لیے دو تین لیٹر پانی استعمال کیا جاسکتا ہے، اجابت کے بعد اجابت کی صفائی کے لیے [فلش ٹینک کے ذریعے] پانچ لیٹر پانی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس اسراف کے باعث پانی کی قلت کبھی ختم نہ ہوسکے گی۔ کیا قلت آب کا مسئلہ وسائل میں اضافے سے حل ہوگا یا وسائل کے کم سے کم استعمال سے حل ہوگا؟ وسائل میں اضافہ کا فلسفہ ترقی سے مشروط ہے اور سرمایہ داری کے پہیے کو رواں دواں رکھ کر خراج معاشرے کے برگ و بار پیدا کرتا ہے۔ سرمایہ داری کے فلسفے وسائل بڑھاؤ کا جائزہ......لا دینی اور دینی مفکرین اور اسلامی تحریکیں وسائل بڑھاؤ ترقی کرو کے مغربی فلسفے پر کیوں متفق ہیں؟

☆ ۱۹۲۹ء میں حجاز میں حجاج کو زر مبادلہ کے لیے بینک کی سہولت حاصل نہیں تھی۔ اس کے باوجود حجاج اپنے اخراجات مبادلے کی سہولت کے بغیر کس طرح پورے کرتے تھے؟ اسی زمانے میں کراچی اور بمبئی کی بندرگاہوں سے دس دس ہزار حجاج زیارت حرم کے لیے جاتے تھے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی کل آبادی کے لحاظ سے کیا یہ تناسب بہت کم نہیں ہے؟ ہندوستان اور پاکستان کے عازمین حج کی موجودہ تعداد اور ۱۹۲۹ء میں کل ہند کے عازمین حج کی تعداد کا تقابلی مطالعہ اور ۱۹۲۹ء اور ۲۰۰۶ء میں ہندوستان و پاکستان میں مسلمانوں کی آبادیوں کا تقابلی جائزہ۔

☆ ۱۹۲۹ء میں خلیج فارس، افریقہ یورپ جانے والے بحری جہازوں پر مسافروں کو الوداع کہنے والے دوستوں کو عرشے پر ملاقات کے یے تین روپیہ فی کس ادا کرنا پڑتا تھا جو بھاری رقم تھی۔ ۱۹۲۹ء میں عازمین حج کے مہمانوں کو تین روپے کی بھاری رقم دے کر بھی عرشے پر جانے کی اجازت نہیں تھی اس کی کیا وجہ تھی؟ بحری جہاز کے عام مسافروں اور حجاج کے جہازوں میں یہ فرق کیوں رکھا گیا تھا؟ کینٹ اسٹیشن کراچی پر آج بھی مسافروں کے مہمانوں کے لیے یہ رقم دو روپے ہے۔

☆ ۱۹۲۹ء میں بحری جہاز کے نچلے درجوں میں سفر کرنے والے غریب عازمین حج جہاز پر اپنا کھانا خود تیار کرتے تھے۔ ۱۹۶۰ء میں پاکستان سے بحری جہازوں پر جانے والوں کو کھانا پکانے کی سہولت میسر نہ تھی اور پھر بحری جہاز پر سفر کی سہولت ختم کردی گئی، کیا بحری جہاز کی سہولت دوبارہ مہیا کر کے غریب لوگوں کو حج کی سہولت مہیا کی جاسکتی ہے؟ کیا حج صرف ان لوگوں کے لیے ممکن رکھا جائے جو ہوائی جہاز کا کرایہ ادا کر سکتے ہوں؟ کیا بحری جہاز اور بری راستے سے عازمین حج کو سفری سہولتیں مہیا کر کے اخراجات کو بہت کم نہیں کیا جاسکتا؟ کیا اب صرف امراء ہی حج کر سکیں گے؟

☆۱۹۲۹ء میں بحری جہاز سے عازم حج کو واپسی کا ٹکٹ لینا پڑتا تھا یا ایک مخصوص رقم جمع کرانا ہوتی تھی یا یہ تحریری عندیہ دینا ہوتا تھا کہ وہ تین سال تک ہندوستان نہیں آئے گا اس صورت میں اسے واپسی کے ٹکٹ اور رقم محفوظ کرانے سے استثنیٰ مل جاتا تھا۔ یہ سہولت آج کیوں حاصل نہیں ہے اور لوگ اس طرح کی سہولت کے طلب گار کیوں نہیں ہیں؟ کیا وجہ تھی کہ ہندوستان کے لوگ دوسرے ملکوں میں نہایت اطمینان سے دو تین سال تک سکونت پذیر رہ سکتے تھے۔ حجاز میں بھی قیام پر کوئی پابندی نہ تھی لیکن اب یہ پابندیاں کیوں عائد کردی گئی ہیں؟

☆۱۹۲۹ء میں Nad Jadi - Dutud حجاج کی تصاویر پاسپورٹ پر آویزاں کی جاتی تھی۔ لیکن ہندوستانی حجاج کی تصاویر چسپاں نہیں کی جاتی تھیں۔ انکوائری کمیشن نے ۱۹۲۹ء میں یہ سوال اٹھایا کہ کیا تصاویر چسپاں کرنا مردوں کے لیے لازمی کردیا جائے تاکہ پاسپورٹ چوری نہ کیے جاسکیں نہ ضائع کیے جاسکیں۔ البتہ تصویر سے عورتوں اور بچوں کو مستثنیٰ رکھا جائے۔ ۱۹۲۹ء سے لے کر ۲۰۰۶ء تک اس سلسلے میں ترقی ہوتے ہوتے یہ تصور راسخ ہوگیا کہ عورت اور بچے کی تصویر بھی لازمی ہے۔ کیا اس تصور کو جدیدیت کا رفتہ رفتہ سفر کہا جاسکتا ہے؟

☆ کلکتہ کی بندرگاہ سے حجاج سفر کرتے تھے لیکن یہ سہولت انیسویں صدی کے شروع میں ختم کردی گئی پھر ۱۹۲۶ء میں دوبارہ بحال کی گئی۔ کلکتہ سے روانہ ہونے والے عازمین حج کی تعداد ۱۹۲۶ء میں ۸۸۴، ۱۹۲۷ء میں ۲۱۰۶ اور ۱۹۲۸ء میں صرف ۳۷۹ تھی جب کہ بمبئی اور کراچی سے دس دس ہزار عازم حج سفر کرتے تھے۔ عازمین حج کلکتہ سے سفر حج کو ناپسند کیوں کرتے تھے؟ کراچی اور بمبئی کی بندرگاہوں سے عازمین حج سفر کو کیوں ترجیح دیتے تھے؟ کراچی اور بمبئی میں حجاج کرام کا استقبال کس طرح کیا جاتا تھا اور حجاج کے قیام و طعام کے کیا انتظامات ہوتے تھے؟

☆ اکتوبر کے زلزلہ سے متاثرہ ایک خوددار قبیلے نے چار ماہ تک مدد طلب نہیں کی۔ ۸؍اکتوبر کے خوفناک زلزلے کے چار ماہ بعد ایک لاکھ سے زائد متاثرین زلزلہ میں کسی قسم کی امداد تقسیم نہ ہونے کا انکشاف ہوا ہے۔ برطانوی امدادی ادارے ورلڈ ویژن کی ترجمان ریٹا الفریڈ نے ۱۸؍فروری کو اخبارات بتایا کہ مانسہرہ سے ۶۰ کلومیٹر شمال مغرب میں واقع قبائلی علاقے کے عوام نے کسی قسم کی امداد کے لیے درخواست نہیں دی۔ کیونکہ پہاڑی علاقے کے قبائلی مکمل طور پر خود کفیل ہیں۔ ریٹا الفریڈ نے کہا کہ ایک اندازے کے مطابق ۱۳ ہزار گھروں میں ایک لاکھ چار ہزار افراد مقیم ہیں، وہ سخت جان ہیں، قبائلی برادریوں نے اپنی مدد آپ کے تحت ایک دوسرے کی مدد کی۔ انھوں نے کہا کہ تین ہفتہ قبل قبائلی رہنماؤں نے پہاڑوں سے اتر کر امدادی اداروں سے اپیل کی کہ ادویات اور رہائش کے لیے تعمیری سامان کی ضرورت ہے۔ دوسری جانب فیڈرل ریلیف کمیشن کے ترجمان نے اس اطلاع پر حیرانگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایسے قبیلے سے لاعلم ہیں، انھوں نے چار ماہ تک کسی امداد کے بغیر زندگی بچنے کو ناقابل یقین قرار دیا۔ امداد کے بغیر چھ مہینے تک اپنی مدد آپ کے اصول کے تحت زندگی بسر کرنے والے جرأت مند اور غیرت مند قبیلہ کے بارے میں حیرت انگیز تفصیلات۔